Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

The Concept of Empowerment and Economic Capacity Building in Islamic Teachings

اسلامی تعلیمات میں معاشی صلاحیت سازی اور خود مختاری کا تصور

Published:
September 30, 2023

Syed Ashfaq Ahmad
PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan
Email: engrashfaqahmad3451@gmail.com

Hafiz Muhammad Waseem Yaseen
PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan
Email: waseemm35@gmail.com

Ashiq Hussain
PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan
Email: cdlodhran@gmail.com

Abstract

The purpose of Islamic economics is to enhance human well-being through the thoughtful utilization of Earth's resources, active participation in its development, and fostering mutual cooperation. Islam advocates for collectivity and organization in all aspects of life, extending its invitation and message to all corners of the universe. Contrary to the perception that Islam neglects economic considerations, the concept of economic capacity building and independence holds great significance in Islamic teachings. Islamic education, far from being limited to religious instruction alone, aims to empower individuals for comprehensive success across various facets of life, with a particular emphasis on economic empowerment. Independence, as emphasized in Islamic teachings, entails guiding individuals to choose their career paths based on knowledge, understanding, and personal preferences. This approach enables

CC BY

individuals to make informed decisions, chart their own life trajectories, and pursue both economic development and spiritual growth.

In Islamic teachings, the integration of knowledge and action is paramount. Individuals are not only provided with academic education but also receive training in economic matters and moral values. This holistic approach aims to cultivate well-rounded individuals capable of efficiently fulfilling their specific societal responsibilities. It equips them to harness their full potential in the realms of trade, industry, and agriculture. Islam establishes a robust economic system that discourages dependency through begging or enduring poverty. The emphasis is on self-sufficiency in all aspects of social life, ensuring that every follower can contribute meaningfully to every sector. The process of wealth generation is orchestrated in a manner that mitigates class discrimination, fostering a society where each individual becomes self-sufficient and plays a role in the equitable distribution of resources.
Keywords: Islamic Economics, Economic Empowerment, Independence, Holistic Education, Self-Sufficiency.

تمہید:

اسلامی معاشیات کا مقصد بہبود انسانی کا ادراک حاصل کرنا ہے، جو زمینی وسائل کو مرتب کرنے، اس کی تعمیر میں حصہ لینے اور باہمی اشتراک و تعاون سے حاصل ہوتا ہے۔ اسلام نے ہر شعبہ زندگی میں اجتماعیت و تنظیم کا درس دیا ہے اور اس کی دعوت اور اس کا پیغام کائنات کے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے ہے، اسلام نے معاشی نظام سے پہلو تہی نہیں برتی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں معاشی صلاحیت سازی اور خود مختاری کا تصور نہایت مؤثر حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات اظہر و عیاں ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے تخلیق کردہ وسائل دنیا سے اس طرح مستفید ہو کہ جس سے اس کی معاشی ضروریات کی تکمیل بھی ہو اور دوسرے انسانوں کو گزند بھی نہ پہنچے بلکہ دیگر افراد کو بھی اس کی معاشی صلاحیتوں سے دنیاوی اور اخروی فلاح نصیب ہو یعنی اسلام ہر ہر فرد کی دنیاوی و اخروی فلاح کا متمنی ہے۔ قرآن و سنت اپنے پیروکاروں کو تسخیر کائنات کی دعوت دیتا ہے اور اسلام چاہتا ہے کہ انسان ہر طرح سے ترقی کی منازل طے کرے اور معاشی میدان میں بھی اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرے۔

اسلام میں معاشی صلاحیت سازی کی حوصلہ افزائی:

اسلام نے فقر و فاقہ اور رہبانیت اختیار کرنے کی حوصلہ شکنی کی ہے اور مسلمانوں کو مشقت و محنت کے ذریعے رزق حلال کمانے کا درس دیا ہے اسلام غربت و افلاس کا تدارک چاہتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

CC BY

"فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۚ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ"[1]

اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں حلال پاکیزہ روزی دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

متعدد فرامین میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے میرے بندو! میرے سوا تمہیں کوئی روزی دینے والا نہیں۔ میں ہی ہوں جو حکمت وقدرت کی بنا پر تمہارا رزق وسیع اور تنگ کرتا ہوں۔ تم اگر میرا شکر بجالاؤ تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتوں سے نوازوں گا۔ اگر ناشکری کروگے تو میری پکڑ نہایت سخت ہے۔ اس بناء پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جو پاکیزہ اور حلال رزق تمہیں دی جاتی ہے، اس میں سے کھاؤ اور پیو۔ حلال کھانے کے ساتھ جو طیب کی شرط لگائی ہے اس کا مقصد بعض اوقات ایک چیز حلال تو ہوتی ہے مگر کسی وجہ سے اسے غلاظت لگ جاتی ہے۔ مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ حلال کے ساتھ طہارت رزق کا بھی خیال رکھے۔

"اور اس میں شک نہیں تمہیں ہم نے زمین میں رہنے کی جگہ عطا کی اور اس میں تمہارے لیے زندگی کے سامان پیدا کیے تم بہت کم شکر کرتے ہو"[2]

اللہ تبارک تعالیٰ کا احسان عظیم ہے جس نے انسانوں کو زمین پر رہنے کی جگہ دی، یعنی اللہ نے انسانوں کو زمین پر قابض بنایا کہ اس کے احکامات کا تابع رہ کر جس طرح چاہو اس زمین میں تصرف کرو۔ اس زمین میں تمہارے لیے زندگی بسر کرنے کے اسباب پیدا کئے اور ذرائع معاش اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ بہت کم خالق کائنات کا شکر ادا کرتے ہیں حالانکہ انسانوں کو چاہیے کہ اپنے اوپر ہونے والے احسانات کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کریں اور خوب مطیع و فرمابردار ہوں اور منعم کی جانب سے عطا کردہ نعمتوں کو اس کی فرمابرداری میں صرف کریں۔ مندرجہ بالا آیات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے جائز ذرائع استعمال کرتے ہوئے رزق کمانے کی حوصلہ افزائی کی ہے اسلام معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے کمانے کی پوری پوری اجازت دیتا ہے اور اسلام بلاوجہ کی فاقہ کشی کرنے یا تارک الدنیا ہو کر جنگلوں میں جاکر بے لباسی میں چلہ کشی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہے رہبانیت اختیار کرنا یا سادھو اور جوگی بن کر جگہ جگہ مانگتے پھرنا یہ کم فہم و کم علم لوگوں کی اپنی ذاتی ذہنی اختراع ہے جس کا دین اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہ ہے جیسا کہ سورۃ الحدید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓي اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ڏ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ"[3]

ان کے نقش قدم پر پھر ہم نے بھیجے اپنے بہت سے رسول اور پھر ہم نے ان کے بعد بھیجا عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں ہم نے انجیل عطا فرمائی اور جن لوگوں نے ان کی اتباع کی ہم نے بڑی نرمی اور رحمت پیدا کر دیا ان کے دلوں میں اور رہبانیت کی ایجاد انہوں نے خود کی ان پر ہم نے لازم نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کو حاصل کرنے میں پھر وہ اس کی پاسداری بھی نہ کرسکے جیسا کہ اس کی پاسداری کرنے کا حق تھا، ہم نے تو ان لوگوں میں سے ان کو ان کا اجر عطا کیا جو ایمان لے آئے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

CC BY

عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کچھ خوبیوں کے ساتھ ساتھ ایک خود ساختہ خرابی میں بھی مبتلا ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے ان لوگوں نے ایک بدعت دین عیسوی میں ایجاد کرلی تھی کہ دنیاوی[4] لزتوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو جائیں ان مقاصد کے حصول کے لیے وہ جنگلوں بیانوں میں نکل جاتے اور مراقبے میں بیٹھ جاتے جس کی مندرجہ بالا بیان کردہ آیت قرآنی میں اس طرح کے اعمال کی حوصلہ شکنی کی گئ ہے۔

انبیاء کرام کے معاشی مشاغل:

قرآن وحدیث کے مطالعہ سے یہ بات طشت ازبام ہو جاتی ہے اور کسی ابہام میں نہیں رہتی کہ انبیاء کرام نے بھی معاشی ضروریات کی تکمیل کے لیے مختلف پیشوں کو اپنایا اگر اپنے گھر بار اور قوم قبیلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے روزگار کے ذرائع اپنانا معیوب بات ہوتی تو یہ نفوس قدسیہ کبھی بھی ان عوامل کو اختیار نہ کرتے بلکہ قرآن کریم جیسی مقدس کتاب میں بھی انبیاء کے مختلف پیشوں کو اپنانے کا ذکر فخریہ انداز میں کیا گیا ہے جیسا کہ

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ۭيٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚوَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ

" اور ہم نے بلاشبہ داؤد علیہ السلام کو بڑا افضل عطا کیا ان کے ساتھ اے پہاڑو اور اے پرندو اطاعت کرو اور ان کے لیے ہم نے لوہا نرم کر دیا"[5]

مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ہم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے واسطے پرندوں کو مسخر کر دیا تھا۔ والنالہ الحدید کے ملفوظات لا کر بیان کیا گیا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے لوہے کو ان کے لیے بطور معجزہ کے موم کی مانند نرم کر دیا تھا کہ اس سے کسی بھی قسم کے آلات اور ہتھوڑے کے بنا کوئی بھی چیز زرہ وغیرہ آسانی سے بنالیا کرتے حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے جس طرح زرہ بنانا آسان کیا اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام زرہ کے بنانے میں ایسی صلاحیت عطا فرمائی کہ زرہ کی کڑیاں کو متناسب اور متوازی بنائیں ان میں سے کوئی چھوٹی کوئی بڑی نہ ہو بلکہ وہ مضبوط بھی ہوں اور دیکھنے میں بھلی معلوم ہوں یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس (رض) سے منقول ہے

"وقال ابن أبي حاتم: حدثنا علي بن الحسين، حدثنا ابن سماعة، حدثنا ابن ضمرة عن ابن شوذب قال: كان داود، عليه السلام، يرفع في كل يوم درعا فيبيعها بستة آلاف درهم: ألفين له ولأهله، وأربعة آلاف درهم يطعم بها بني إسرائيل خبز الحواري"[6]

ابن ابی حاتم نے کہتے ہیں کہ ہم سے علی بن الحسین نے، ہم سے ابن سماعتہ سے، ہم سے ابن ضمرۃ نے ابن شوذب کی سند سے بیان کیا گیا کہ داؤد علیہ السلام روزانہ ڈھال اٹھاتے اور چھ ہزار درہم کے عوض زرہ بیچتے تھے، دو ہزار اپنے اور اپنے خاندان والوں کے لیے، اور چار ہزار درہم بنی اسرائیل کے حواریوں کو روٹی کھلانے کے لیے۔

CC BY

جیسا کہ لوہا کار آمد دھات ہے اس لوہے سے حضرت ادریس علیہ السلام نے سوئی بنائی جس سے آپ علیہ السلام کپڑے سیا کرتے تھے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اس بات پر آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ ﷺ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟(جواباً) فرمایا کہ ہاں میں بھی کبھی مکّہ والوں کی بکریاں چند قیراط کے عوض چرایا کرتا تھا"[7]

نبی اکرم ﷺ نے آغاز بلوغت سے ہی تجارت شروع کر دی تھی، آپ ﷺ کے چچا ابو طالب نے آپ ﷺ کے لیے اسی پیشہ کو پسند فرمایا آپ ﷺ نے متعدد تجارتی اسفار کیے تجارتی قافلوں کے ہمراہ آپ تشریف لئے جاتے ہر مرتبہ منافع کے ساتھ لوٹے ان اسفار میں لوگوں نے آپ کی سیرت مبارکہ کا بغور مطالعہ کیا لوگ آپ کی خوش معمالگی اور امانت سے متاثر ہوئے جیسا کہ ڈاکٹر عبد الرؤف ظفر بیان فرماتے ہیں کہ

"آپ ﷺ نے منصب نبوت پر فائز ہونے کے بعد بھی تجارت کا خیال نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ اکثر تاجروں کے ساتھ پنا حصہ رکھ دیتے تھے۔ اپنے دوستوں کو تجارت کی ترغیب دلاتے تجارت کے اصول بتاتے، تجارت کے فضائل ان کے ذہن نشین کراتے رہتے، چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو شخص آپ ﷺ سے جتنا قریب ہوتا اتنا ہی وہ تجارتی دنیا میں بھی زیادہ مشہور ہوتا تھا"[8]

آپ ﷺ کے صدق وامانت جیسے اوصاف حمیدہ کی شہرت دور دور تک پھیلی تھی لوگ بلا جھجک اپنی اماتیں آپ ﷺ کے سپرد کرتے آپ ﷺ کے صاف معاملات کی شہرت بنت خویلد جو قبیلہ اسد کی معزز اور سرمایا دار خاتون تھیں، آپ بیوہ تھیں آپ کے دو خاوند وفات پا چکے تھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ اپنے کارندوں کے ذریعے مال تجارت شام، یمن اور عراق وغیرہ بھیجا کرتی تھیں انہوں نے اپنے بھتیجے کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ محمد ﷺ ان کا مال تجارت شام لے کر جائیں اور نفع میں حصہ دار ہوں آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد اس پیش کش کو قبول فرمالیا اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے لیے ایک مناسب معاوضہ طے کیا آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہ کا مال تجارت لے کر شام کی جانب روانہ ہوئے اس تجارتی سفر میں خدیجہ رضی اللہ عنہ کا غلام میسرہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا

"دونوں شام آئے اور ایک راہب کی خانقاہ کے قریب ایک درخت کے سایہ میں ٹھیرے۔ اس راہب نے سر اٹھا کر میسرہ کو دیکھا اور پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے اترا ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ اہل حرم کا ایک قرشی ہے، راہب نے اس سے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوائے اللہ کے نبی کے اور کوئی شخص آج تک نہیں ٹھہرا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں لایا ہوا مال فروخت کر دیا اور جو خریدنا تھا اسے خرید لیا"[9]

اللہ تبارک تعالیٰ نے جو لا محدود اسباب معیشت تخلیق فرمائے وہ انسان کو دعوت فکر دیتے نظر آتے ہیں کہ وہ انسان کی تسکین حاجات اور نفع رسانی کے لیے ہیں وہ اس سے استفادہ کرے کسی بھی انسان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ رب العزت کے

OPEN ACCESS
CC BY

وسائل رزق کی بے قدری کرے اورانہیں رائیگاں جانے دے اللہ تبارک تعالیٰ نے کسی فرد یا جماعت پر اکتساب رزق سے فائدہ اٹھانے پر پابندی نہیں لگائی اسی لیے بہت سے جلیل قدر انبیاء اور پیغمبروں نے مختلف پیشوں کو اختیار فرمایا جیسا کہ

کاشتکاری !حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت لوطؑ ۔پارچہ بافی!حضرت آدمؑ، حضرت حواؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت شیثؑ، حضرت صالحؑ۔صباغی!حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ۔بزازی !حضرت ابراہیمؑ۔نجاری !حضرت نوحؑ، حضرت زکریاؑ۔تجارت !حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ہارونؑ، رسول اللہ ﷺ۔ بکریاں چرانا!حضرت اسحٰقؑ، حضرت یعقوبؑ ، حضرت موسیٰؑ، حضرت لقمانؑ، سرکار دوعالم ﷺ۔[10]

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں محنت کی عظمت واہمیت:

تعلیمات اسلامی کی روشنی میں یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اسلام کام چوری اور مانگنے کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور محنت ومزدوری سے روزگار کمانے کو پسند کرتا ہے انسان جو محنت کرتا ہے جدوجہد کرتا ہے کسی چیز کو وجود میں لانے کے لیے وہ اس کا پھل پاتا ہے

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

"اور انسان کے لیے یہ کہ جو وہ کوشش کرے وہی کچھ ہے "[11]

یقیناً جو کچھ نہیں کرتا اسے کچھ نہیں ملا کرتا جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے جس نے محنت کی وہ اپنی محنت کا پھل پاتا ہے اور جو محنت کے بغیر کچھ چاہتا ہے تو اس کے حصہ میں خیرات ہی آتی ہے اصول فطرت یہی ہے کہ جو محنت ومشقت کرتا ہے وہ اپنی جدوجہد کا پھل پاتا ہے روزگار کمانا ہر صحت مند مسلمان پر لازم ہے جیسا کہ بیہقیؒ کے حوالہ سے مظاہر حق جدید میں ایک روایت کو بیان کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے

"حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا حلال روزی کمانا فرض کے بعد ایک فرض ہے "[12]

آنحضرت ﷺ نے محنت وجدوجہد سے کمانے والے کی نہایت خوبصورت الفاظوں میں فہمائش فرمائی ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

"مقدام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی آدمی نے اس انسان سے زیادہ بہتر روزی نہیں کھائی جو وہ خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھوں سے کام کرکے روزی کماتے تھے "[13]

اسی طرح ایک اور مقام پر محنت کرکے روزی کمانے والے اور اس پھر اس کمائی میں سے صدقہ کرنے والے کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی کمائی میں سے سب سے پہلے اپنے کفالت داروں کی ضرورت کو پورا کرے بارشاد رسول ﷺ

OPEN ACCESS
CC BY

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کون سا صدقہ بہتر ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ قلیل مال والے کا محنت ومشقت (سے کما کر) کر کے دینا اورابتدا ان سے کرو جن کی کفالت تمہارے ذمہ ہے"[14]

اسلام نے مانگنے اور محتاج بن کر بیٹھنے کی حوصلہ شکنی کی ہے اوراس شخص کو پسند فرمایا جو کمانے کے لیے محنت مزدوری کرے نبی اکرم ﷺ اسی بات کی نصیحت فرمایا کرتے تھے ہاتھوں سے محنت مزوری کر کے انسان اپنا روز گا کمائے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے اب جس سے انسان سوال کرتا دینے والے کی مرضی پر منحصر ہے وہ کسی کو کچھ دیتا ہے یا نہیں دیتا اسی لیے آپ ﷺ نے محنت وجدوجہد کی تربیت فرمائی۔

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی رسی لیکر پہاڑ پر چلا جائے اور (آدمی) ایندھن کا گٹھا (اٹھا کر) اپنی پیٹھ پر لائے اسے فروخت کر کے اس کی قیمت پر گزارا کرنا اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے، وہ اس (شخص) کو کچھ دیں یا نہ دیں"[15]

کسی مجبوری کے بناء خیرات وغیرہ مانگنے کو اسلام میں معیوب سمجھا گیا ہے اسلام میں رہبانیت، اباحیت اور تارک الدنیا ہو کر جوگی یوگی بن جانے کی کوئی گنجائش نہیں، اسلام اس طرح کی فرسودہ باتوں کو پسند نہیں کرتا بلکہ اسلام اعتدال کو پسند کرتا مندرجہ بالا گفتگو کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اسلامی تعلیمات کا مقصد نہ صرف دینی تعلیم دینا ہوتا ہے بلکہ اس کا ماخذ ہوتا ہے کہ افراد کو معاشی صلاحیت سازی کے ذریعے زندگی کے مختلف پہلوؤں میں بھرپور کامیابی حاصل کرنے کی تعلیم دی جائے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خود مختاری بھی اہمیت کا حامل ہوتی ہے۔ افراد کو اپنے علم و فہم اور اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اپنا پیشہ انتخاب کرنے کی تربیت دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنی زندگی کی راہ میں خود فیصلے کر سکیں اور اپنے معاشی ترقی اور روحانی تربیت کے مقاصد کو حاصل کر سکیں۔

اسلام میں تجارت پر فہمائش:

شریعت اسلامیہ میں جہاں تجارت کی ترغیب دلائی گئی اس کے ساتھ ساتھ نہایت باریک بینی سے اس کے مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور تجارت کی تعریف بھی بیان کی ہے "رحمۃ اللہ واسعۃ" شرح "حجۃ اللہ البالغۃ میں تجارت کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

"کوئی چیز اس نیت سے خریدی جائے کہ اس کو فروخت کر کے نفع کمایا جائے گا تجارت کہلاتی ہے پس اگر کوئی چیز بخشش میں ملی ہو یا میراث پائی ہو (یا کھیت میں پیدا ہوئی ہو) اور اتفاقاً اس کو بیچا اور نفع کمایا تو عرف میں اس کی تاجر نہیں کہتے"[16]

ہر ذی شعور اس بات سے بخوبی واقف ومانوس ہے کہ اقتصادی معاملات کے استحکام میں سب سے بڑا وسیلہ تجارت ہے اقتصادی نظام کا عروج تجارت سے جڑا ہے اگر ہم اپنے اردگرد کے ماحول کا بنظر غائر مطالعہ کریں جس ملک یا قوم کے باشندے انفرادی یا اجتماعی طور پر تجارت میں دلچسپی رکھتے وہ دیگر ممالک کے محتاج اور دست نگر ہی رہتے ہیں اور اس غفلت کے نتیجے میں تہذیب وتمدن

OPEN ACCESS

حتیٰ کے مذہبی نظریات تک پر معاشی بالادست قابض ہوجاتے ہیں جدید دور میں ہوس ملک گیری کم نہیں ہوئی بلکہ اس میں اس اضافہ ہوا اور موجودہ دور میں اقتصادی ترقی کو بھی جنگی ہتھیار کی طرح استعمال کیا جاتا ہے دنیا بھر کی معاشی منڈیوں پر قابض ہونے کی ایک سرد جنگ زیر زمین چل رہی ہے اور یقیناً جدید دور میں تجارت صنعت و حرفت سے منہ موڑ کر بیٹھا رہے گا آج نہیں تو کل غلامی اس کا مقدر ہوگی۔ اسلام نے اس اہم معاملے میں اِغماض نہیں کیا اور بار بار تجارت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کی ترغیب دلائی ہے تجارت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے سورۃ الجمعۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"جب نماز مکمل ہو جائے تو پھر زمین میں پھیل جاؤ اور فضل تلاش کرو اللہ کا اور کثرت سے کر اللہ کا ذکر تا کہ تم کامیابی پاؤ"[17]

کاروبار بند کر دینے کی پابندی اور تمام قسم کے مشاغل سے دستبرداری کا حکم نامہ صرف نماز جمعہ تک کے لیے تھا اور نماز جمعہ کے بعد اجازت دی گئی ہے کہ تم جس طرح چاہو اور جس صورت میں پسند کرو اللہ رب العزت کا فضل ورزق تلاش کرو یہودیوں پر (ہفتہ) سبت کے دن کا احترام کرنا پورے دن کے لیے تھا سارا دن وہ کاروبار نہ کرنے کے پابند تھے اور مسلمانوں پر جمعہ کے احترام کاروبار بند رکھنے کی پابندی صرف اذان جمعہ سے لے کر نماز کے ختم ہونے تک کے لیے لگائی گئی مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تقی عثمانی بیان کرتے ہیں کہ

"قرآن کریم میں بکثرت یہ تعبیر آتی ہے کہ اللہ کا فضل تلاش کرو، اس تعبیر کی تفسیر اکثر حضرات مفسرین یہ کی ہے کہ اس سے مراد تجارت ہے گویا تجارت کو (ابتغاء فضل اللہ) سے تعبیر کیا ہے، اللہ کا فضل تلاش کرو، اس تجارت کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے، تجارت کو محض دنیاوی کام نہ سمجھو بلکہ یہ اللہ کے فضل کو تلاش کرنے کے مترادف ہے"[18]

کہ جمعہ کی نماز کے بعد رزق وفضل کی تلاش میں پھیل جانے کی ترغیب دلائی گئی اسی طرح سورۃ الانبیاء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اور دن کو معاش کا وقت بنایا"[19]

علامہ آلوسیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

"مفہوم یہ ہے کہ ہم نے دن کو روزی یعنی زندگی کا زمانہ بنایا ہے جس میں تم اپنی نیند سے اٹھائے جاتے ہو جو کہ موت کا بھائی ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے نیند کو موت کا استعارہ بنایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بیداری کو ذریعہ معاش بنایا، اوسط کے مطابق دن کو ترجیح دی گئی اور کہا گیا (جس کا) مفہوم یہ ہے کہ ہم نے اس دن کو زندگی گزارنے کا وقت بنایا ہے جس میں تم جس چیز (معاش) کو حاصل کرتے ہو، اسے حاصل کرنے کے لیے پھرو"20

قرآن وسنت میں متعدد مقامات میں تجارت کی اہمیت کو جاگر کیا گیا ہے اس سے بڑھ کر اس پیشے کی کیا عظمت ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود تجارت کے پیشے کو اپنایا اور تاجروں کی ایسے شاندار ملفوظات میں فضیلت بیان فرمائی جس سے یہ پیشہ ہمیشہ کے لیے قابل رشک بن گیا۔

CC BY

"ابی سعید بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ سچا اور ایماندار تاجر (قیامت کے روز) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ (کھڑا) ہو گا"[21]

کسب کے معنی ہیں کہ اپنی اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لئے یعنی غذا، ستر ڈھانپنے کے لئے روزگار کے حصول کے لئے کمانا اسلام میں بہت سے پیشوں کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے تجارت ایسا معتبر پیشہ ہے جس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے جیسا کہ تاریخ ابن کثیر میں بیان کیا گیا کہ

شبیب بن غرقد روایت کرتے ہیں کہ عروہ بن ابی جعد مازنی کو رسول اللہ ﷺ نے ایک بکری خریدنے کے لئے ایک دینار دیا ، چنانچہ اس نے ایک دینار سے دو بکریں خرید لیں ، ایک کو دینار میں فروخت کر دیا، ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی چنانچہ وہ اگر مٹی اور نمکا سودا بھی خرید لیتے تو ان کو منافع ہوتا"[22]

اسلامی فکر یہ ہے کہ سرمایا جمع کر کے نہ رکھا جائے بلکہ روپیہ پیسہ ہمیشہ گردش میں رہے اگر سرمایادار اپنے سرمایہ کو گردش میں رکھے گا تو یہ سرمایا اس کے لیے بھی فائدہ مند ہے اور عوام الناس کے لئے بھی فائدہ مند ہے جدید دور کی تحقیقات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں دنیا میں جہاں جہاں غربت ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں مال وزر کا ایک بڑا حصہ بیکار پڑا ہے جیسا کہ سورۃ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"اور جو لوگ سونا چاندی کا خزانہ جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ انہیں دردناک عذاب کی بشارت پہنچا دیجیے"[23]

دولت اور سرمایا ایک جگہ پڑا رہے تو اس میں کمی واقع ہو گی اگر یہی روپیہ پیسہ کاروبار میں لگا رہے تو سرمایا میں اضافہ یقینی بات ہے اس پر اگر سال میں زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنی پڑے تو یہ کوئی بوجھ کی بات نہیں بنے گی بصورت دیگر اس سرمایا میں کمی واقع ہو گی اسی جانب سیرت النبی ﷺ کے مصنفین نے توجہ مبزول کرائی ہے کہ

"اسی بنا پر اسلام نے زکوٰۃ کو انہی چیزوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے جن میں نمو اور اضافہ کی قابلیت ہو اور اسی بنا پر زکوٰۃ کے ادا کرنے کے لئے ایک سال کی وسیع مدت مقرر کی تا کہ ہر شخص اپنے مال یا جائداد سے کامل طور پر فائدہ اٹھا سکے۔ صحابہ کرام اس نکتہ کو سمجھ کر ہمیشہ تجارت اور کاروبار میں مصروف رہتے تھے۔ حضرت عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں ان لوگوں کو جو یتیموں کے مالوں کے متولی تھے ہدایت کی کہ ان کو تجارت میں لگائیں تا کہ ان کے بالغ ہونے تک ان کا اصل سرمایہ زکوٰۃ میں صرف نہ ہو جائے"[24]

(فلاحت) کاشتکاری:

کاشتکاری ایک بہترین پیشہ ہے اس کی تعریف بھی بیان کی گئی ہے فضیلت کے لحاظ سے تجارت کے بعد اس پیشے کو پسند کیا گیا ہے اس کے ذریعے انسان پاکیزہ مال کماتا ہے حضور ﷺ نے کھیتی باڑی فضیلت کو بھی اجاگر کیا ہے کہ

OPEN ACCESS
CC BY

"رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو بھی مسلمان ایک درخت کا پودا بوئے یا کھیتی کے لئے بیج بوئے، پھر اس میں پرندے یا انسان یا جانور (وغیرہ) جو کھاتے ہیں وہ اس کی جانب سے صدقہ ہے"

زراعت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا حضرت جبرائیل امین نے انہیں گیہوں لا کر دیے کہ اس سے زمین میں کاشت کا آغاز کیا جائے جیسا کہ علامہ سرخسیؒ بیان کرتے ہیں کہ

"جان لو کہ کھیتی باڑی زراعت کا ایک عمل ہے اور زراعت کے ذریعے روزی کمانا مشروع ہے اس کو کرنے والے پہلے شخص آدم علیہ السلام تھے روایت کے مطابق انہیں جب زمین پر اتارا گیا تو جبرائیل علیہ السلام گیہوں لیکر آئے اور اسے اگانے کا حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ نے جرف میں خود کاشت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسان رب قادر مطلق کے ساتھ تجارت کرتا ہے"[25]

اسلامی تعلیمات فرد کی توجہ اس جانب مبذول کراتی ہیں کہ وہ اپنے مال و سرمایہ سے نفع حاصل کرے جس شخص کے پاس زمین ہو تو اسے استعمال میں لائے اور کاشتکاری کرے اگر خود کاشت نہ کرے تو پھر کسی مستحق بھائی کو دے دے تاکہ وہ اسے کاشت کاری کے کام میں لے آئے مقصود یہ کہ زمین بیکار نہ پڑی رہے بلکہ وہ کام میں آئے اس حوالہ سے مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ کے پاس ضرورت سے زائد زمینیں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس (شخص) کے پاس اس کی ضرورت سے زائد زمین ہو وہ یا تو اسے خود کاشت کرلے یا اپنے (مسلمان) بھائی کو ادھار دے دے۔ اگر وہ نہیں مانتا تو وہ اپنی زمین اپنے پاس رکھے"[26]

یعنی اس فرمان میں ان لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جو نہ اپنے مال سے خود فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ کسی دوسرے کو اس زمین و مال وغیرہ سے فائدہ اٹھانے دیتے ہیں زمین کو نہ مزارعت پر دے کہ اس سے روحانی فائدہ اٹھائے ورنہ ہی خود کاشت کرے کہ خود کو فائدہ پہنچے تو پھر فرمان رسول ﷺ کے مطابق وہ اپنی زمین اپنے پاس رکھے مذکورہ حدیث کی وضاحت کرنے کا مقصد یہ کہ فکر اسلامی یہ ہے کہ سرمایہ کو استعمال میں لایا جائے اور زمینوں کو بے کار نہ چھوڑا جائے بلکہ زمینوں سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔ جیسا کہ بنجر زمینوں کی آبادکاری کی بھرپور حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

عمر بن شعیب اپنے والد سے (روایت) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے کچھ افراد کو زمین بطور جاگیر عنایت کی۔ لیکن ان لوگوں اسے (زمین کو) آباد نہ کیا۔ پھر کچھ دوسرے لوگوں نے اس جگہ کو آباد کرلیا، اب مزینہ والے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ان لوگوں کے خلاف مقدمہ لیکر آئے پھر آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے فرمایا اگر یہ میں نے یا ابوبکر نے دی ہوئی ہوتی تو میں اسے لوٹا دیتا مگر یہ رسول اللہ ﷺ کی دی ہوئی جاگیر ہے"[27]

صنعت و حرفت:

صنعت و حرفت انسانی زندگی کے ساتھ جڑی اور قرآن و حدیث میں ان کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے جیسا کہ صنعت و حرفت کا لوہے کے ساتھ گہرا تعلق ہے جیسا کہ سورۃ الحدید میں اس پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ

OPEN ACCESS

"اور ہم نے لوہا اتارا جس میں شدید سختی اور لوگوں کے لیے فوائد ہیں"[28]

اللہ رب العزت نے لوہا اتارا اس لوہا میں بڑی قوت رکھی ہے کہ اس سے تیار کردہ ہتھیاروں سے دشمنان دین کے ساتھ جنگیں کی جاتی ہیں اور ان کی شیطانی سوچ وفکر مٹائی جاتی ہے اس لوہے کے دینی فوائد بھی ہیں اور اس لوہے کے لوگوں کے لئے کے دنیوی فوائد بھی ہیں۔ مثلاً اس لوہے سے عماتوں میں استعمال ہونے والے روشن دان دروازے کھڑکیاں آلات جراحی، آلات واوزار برتن کیل کانٹے بنائے جاتے ہیں اور دور حاضر میں لوہے سے بسیں کاریں ٹرینیں ہوائی جہاز سمیت سینکڑوں ضروریات زندگی بنائے جاتے ہیں۔ صنعت وحرفت اس لوہے کے بغیر وجود میں نہیں آسکتیں یعنی ان کے وجود میں لوہے کو مرکزی کردار حاصل ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ نے بھی بے شمار معدنیات کے ذکر کے بجائے لوہے کی اہمیت کو اجاگر فرمایا

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَزَلَ آدَمُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَعَهُ مِنَ الْحَدِيدِ خَمْسَةُ أَشْيَاءَ مِنْ آلَةِ الْحَدَّادِينَ: السِّنْدَانُ، وَالْكَلْبَتَانِ، وَالْمِيقَعَةُ، وَالْمِطْرَقَةُ، وَالْإِبْرَةُ"[29]

حضرت عباس کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام جنت سے اتارے گئے تو آپ کے ساتھ لوہا ،پانچ آلات لوہار، قینچی، زنبور ،پھاوڑا، ہتھوڑا اور سوئی (کپڑے سینے کے لیے) تھا۔

"اور انہیں ہم نے تمہارے فوائد کے لیے ایک (زرہ) جنگی لباس بنانے کی صنعت سکھائی تاکہ وہ تمہیں لڑائی میں ایکدوسرے کی ضرب سے بچائیں، کیا پھر تمشکر گزار ہو؟"[30]

حضرت داؤد علیہ السلام اپنی خلافت کے زمانے میں لوگوں سے بھیس بدل کر ملتے اور پوچھتے کہ داؤد کیسا آدمی ہے آپؑ کیونکہ عدل ومساوات سے کام لیتے تھے اس لیے لوگ آپ کی تعریف کرتے ایک مرتبہ خدا تعالیٰ نے ان کی تربیت کے لیے ایک فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجا جب آپؑ نے ان سے بھی اپنی عادت کے مطابق سوال کیا تو

"فرشتے نے جواب دیا داؤد علیہ السلام بہت اچھا آدمی ہے اپنے نفس کے لئے بھی اور رعیت کے لئے بھی، مگر اس میں ایک کمی ہے اگر وہ نہ ہوتی تو وہ بالکل کامل تھا، داؤد علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا کمی ہے؟ فرشتے نے کہا وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ مسلمانوں کے بیت المال سے لیتے ہیں یہ سن کر داؤد علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں التجاء کی کہ مجھے کوئی ایسا کام سکھا دیں کہ جو میں اپنے ہاتھ کی مزدوری سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا گزارا کر سکوں اور مسلمانوں کی خدمت اور سلطنت کا کام بلا معاوضہ کروں، حق تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعا شرف قبولیت بخشا"[31]

اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی کی تعلیم عنایت فرمائی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اور ہم نے تمہارے لیے ان کو ایک خاص لباس زرہ بنانے کی صنعت سکھلائی یعنی زرہ کی کڑیوں کو جوڑنے کی خاص ترتیب حضرت دوؤد علیہ السلام کو اپنے کرم سے الہام فرمائیں۔ قرآن وسنت سے صنعت وحرفت کی ترغیب پر آغاز اسلام میں ہی مسلمانوں نے صنعت وحرفت میں بھرپور دلچسپی لینا شروع کردی تھی ابتداء اسلام میں ہی اس ضرورت کو محسوس کر لیا گیا تھا کہ جنگوں اور قلعوں وغیرہ کی فتوحات

OPEN ACCESS

کے لئے جدید آلات حرب کی ضرورت ہے اسلحہ سازی کے کام کو سیکھا جائے غزوہ حنین کے موقع پر دو صحابہ کرام اسلحہ سازی کے کام کو سیکھنے شام گئے۔

"دو صحابی حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور غیلان ابن اسلم غزوہ حنین میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس لئے شریک نہیں ہو سکے کہ وہ دمشق کے مشہور صنعتی شہر جرش میں اس لئے گئے ہوئے تھے کہ آلات جنگ دبابہ اور منجنیق کی صنعت سیکھ آئیں۔ دبّابہ اور ضبّور ایک قسم کی جنگی گاڑیاں ہیں جن کو قلعہ فتح کرنے میں استعمال کیا جاتا"[32]

جنگی ہتھیاروں کی صنعت کاری کے ساتھ ساتھ دور دراز کے علاقوں تک پہنچنے کے لیے کشتیوں کی ضرورت محسوس ہوئی شام کی شمالی سرحدوں اور مصر و افریقہ پر قیصر روم کی فوج کشی کا خطرہ رہتا تھا اس خطرے کو محسوس کرتے ہوئے بحری بیڑے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ

"سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مشرقی مسائل سے مطمئن ہو کر رومی خطرہ کی طرف اپنی تمام تر ہمت صرف کی، بحری فوج تیار کی، بحری فوج کی تنخواہیں زیادہ کیں تا کہ بحری فوج میں داخل ہونے کی لوگوں کو ترغیب ہو۔ قریباً دو ہزار جنگی کشتیاں تیار کرائیں"[33]

اسلحہ سازی کے ساتھ ساتھ بننے سینے برتن تیار کرنے، جوتیاں بنانے اور دیگر گھریلو ضروریات کی چیزوں کی صنعت کاری کی ضرورت کو ریاست مدینہ کے وجود میں آتے ہی محسوس کر لیا گیا تھا اس پر کام کا آغاز کر دیا گیا تھا۔ طبقات الارض کے ماہرین نے ان مصنوعات کو تلاش کیا جو خلفائے بنی عباس کے دور میں دوسرے ممالک تک پہنچی ہیں جیسا کہ اکبر شاہ نجیب آبادی بیان کرتے ہیں کہ

"اہل عرب تو قدیم ہی سے تجارت پیشہ تھے، لیکن خلافت عباسیہ کے عہد حکومت میں ایرانیوں کو بھی تجارت کا شوق ہو گیا، اس شوق نے یہاں تک ترقی کی کہ مسلمان سوداگر اگر شمال میں بحر شمالی ساحل تک اور جنوب میں افریقہ کے جنوب تک پہنچنے لگے، جس کے ثبوت میں خلفاء عباسیہ کے عہد کی بغدادی مصنوعات سویڈن اور مڈغاسکر میں علمائے طبقات الارض نے تلاش کی ہے"[34]

اخلاقی اصلاح اور خود مختاری کا تصور:

فقراء کی اصلاح اور معاشی ترقی کے بارے میں سابقہ مصلحین نے افراط و تفریط سے کام لیا، بدھ مذہب میں بھگوسوں کے ایک گروہ کو تعلیم دی گئی کہ وہ بھیک مانگ کر کھانے کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، عیسائی مذہب میں ذہن سازی کی گئی سب کچھ غریب غربا میں بانٹ دو، اس کا نتیجہ بھیک مانگنے والوں کی بہتات کی صورت میں سامنے آیا، لیکن پیغمبر اسلام پوری انسانیت کے نجات دہندہ بن کر تشریف لائے آپ ﷺ نے افراد کو پستیوں سے نکال کر وقار و متانت سے جینے کا سلیقہ سکھلایا اور خود مختاری کے تصور کو اجاگر فرمایا۔ اسلام میں افراد کو اپنے علم و فہم اور اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اپنا پیشہ انتخاب کرنے کی تربیت اس انداز سے کی گئی کہ وہ اپنی زندگی کی راہ میں خود فیصلے کر سکیں اور اپنی معاشی ترقی اور روحانی تربیت کے مقاصد تک پہنچ سکیں۔ تعلیمات نبوی ﷺ میں

OPEN ACCESS
CC BY

علم کے ساتھ ساتھ عمل کو بھی اہمیت دی گئی، اور افراد کو علمی تعلیم کے ساتھ معاشی تربیت اور اخلاقی تعلیم بھی دی گئی ہے تا کہ وہ ایک بہترین انسان بن سکیں اور معاشرے میں اپنی مخصوص ذمہ داریاں احسن طریقہ سے سرانجام دے سکیں اور تجارت، صنعت وزراعت کے شعبوں میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کا مظاہرہ کر سکیں۔ اسلام نے ہاتھ پھیلانے یعنی بھیک مانگنے اور محتاج بن کر بیٹھنے کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے نہایت عمدہ طور پر معاشی استحکام کا لائحہ عمل پیش کیا ہے جس سے اسلام کے پیروکار ہر شعبہ میں خود کفیل ہو سکتے ہیں اور اس پر عمل کے نتیجے میں پیدائش دولت کا عمل اتنے احسن طریقے سے ہوتا ہے جس سے طبقاتی امتیاز بھی پیدا نہیں ہوتا اور ہر شخص خود کفیل بھی ہوتا چلا جاتا ہے۔

"حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا (مالی تعاون کی درخواست کی) آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے گھر پر تمہاری کوئی چیز موجود ہے؟ اس نے کہا جی ہاں (گھر) ایک کمبل موجود ہے ہم اسے آدھا نیچے بچھاتے ہیں اور آدھا اوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ پانی پینے کے لئے ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، وہ انہیں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ہاتھ میں پکڑا اور فرمایا کہ کون ان دونوں چیزوں کو خریدتا ہے؟ ایک شخص نے کہا میں انہیں ایک درہم میں خریدتا ہوں آپ ﷺ نے دو تین بار فرمایا ایک درہم زیادہ (رقم) میں کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا میں انہیں دو درہم میں خریدتا ہوں آپ ﷺ نے دونوں چیزوں دے دیے اور دو درہم لے لیے اور اس انصاری صحابی کو دے دیے اور فرمایا ایک درہم کا اپنے گھر والوں کو کھانے پینے کا سامان لے کر دو اور دوسرے درہم کا کلہاڑا خرید کر میرے پاس لاؤ اس نے ایسا ہی کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے دستہ لگایا اور فرمایا جاؤ ایندھن کی لکڑیاں (جنگل) سے کاٹ کر لایا کرو (فروخت کرکے کماؤ) اور پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں وہ ایندھن لا کر بیچتا (جب) وہ حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہو چکے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کچھ رقم سے کھانا خرید لو اور کچھ رقم سے کپڑے خرید لو پھر فرمایا یہ کام (یعنی محنت مزدوری کرنا) تیرے لیے اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ تو قیامت کے روز آئے تو مانگنے کی وجہ سے تیرا چہرا داغ دار ہو، مانگنا صرف ایسے شخص کے لیے جائز ہے جسے مفلسی فقیر بنا دے یا جو انتہائی مقروض ہو یا جو خون بہا (دیت دینے کی) وجہ سے پریشان ہو"[35]

مذکورہ حدیث مبارکہ میں اہل اسلام کے لیے ایک واضح اور کھلا پیغام ہے کسی پر بوجھ بننے کے بجائے اپنا خود روزگار کما کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو اجائے۔ نبی اکرم ﷺ خود یا صحابہ کرام سے قرض یا خیرات کی صورت میں رقم دیکر آنے والے سائل کی مدد کر سکتے تھے لیکن آپ ﷺ نے اس واقعہ کے ذریعے پوری امت مسلمہ کو خود مختاری اور خود انحصاری کی تعلیم دی بلکہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ کسی بھی فرد یا ملک کے اقتصادی استحکام حاصل کرنے کے لئے مشعل راہ ہے اور ضامن ہے۔

CC BY

خلاصہ کلام:

اسلام نے ایسی سوچ وفکر کو معیوب گردانا ہے جس میں روزگار کمانے کی حوصلہ شکنی گئی ہو جس طرح سے راہبوں نے تارک الدنیا ہو کر چلہ کشی کی بذعم بھیک مانگ کر کھانے کو احسن سمجھا جبکہ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو متانت وو قار سے جینے کا سلیقہ سکھلایا ،بھیک مانگنے اوردوسروں پر بوجھ بننے کو ناپسندیدہ قرار دیااور مختلف پیشوں کواپنانے مثلاً محنت مزدوری، تجارت، زراعت اور صنعت کاری کی بھرپور ترغیب دلائی گئی ہے تاکہ انسان ہر طرح کی غلامی اور محکومی سے بچارہے آج کے اس جدید دور میں اس بات کو سمجھنا مشکل بات نہیں رہی جس کا پیغام اسلام نے آج سے چودہ سوسال پہلے دیاہے کہ اگر افراد وہ معاشی طور پر مستحکم نہیں ہوں گے اور معاشی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیں گے تو پھر ان کے افکار و نظریات بھی گروی رکھ لیے جائیں گے۔

حوالہ جات:

---

[1] ۔القرآن، 114:16

[2] ۔القرآن، 10:7

[3] ۔القرآن، 27:57

[5] ۔القرآن، 10:34

[6] ۔ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (م:774)، تفسیر قرآن العظیم، ناشر، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، 1420ھ، 1999ء، 497:6

[7] ۔بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، صحیح بخاری، دار طوق النجاۃ، طبعۃ الاولی، 1422ھ، 88:3، حدیث نمبر 2262

[8] ۔عبدالروف، ظفر ڈاکٹر، اسوہ کامل، لاہور، میٹرو پرنٹرز، 2009ء، ص 270

OPEN ACCESS

9۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری اردو، تاریخ الامم والملوک، مترجم، محمد اصغر، ابو طلحہ مغل، کراچی، دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، 72:2

10۔ ملاحظہ ہو، محمد اسحاق، قاری ملتانی، عالمی تاریخ، ملتان، ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، 1431ھ، 571:2، 571

11۔ القرآن، 39:53

12۔ محمد قطب الدین، علامہ نواب خان دہلوی، مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ شریف، کراچی، دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، 2002ء، 49:3

13۔ بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ، صحیح بخاری، 57:3، حدیث نمبر 2072

14۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شراد بن عمر الازدی (م 275ھ) سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریۃ صیدا، 129:2، حدیث نمبر 1677

15۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی (م، 273) سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیہ، فیصل عیسی البابی الحلبی، 588:1، حدیث نمبر 1836

16۔ شاہ ولی اللہ، حضرت مولانا، شارح، پالن پوری، سعید احمد، حضرت مولانا، رحمۃ اللہ اواسعۃ، شرح، حجۃ اللہ البالغہ، کراچی، زمزم پبلشر، 2004ء، 33:4

17۔ القرآن، 10:62

18۔ تقی عثمانی، مفتی جسٹس، اسلام اور ہماری زندگی، لاہور، ادارہ اسلامیات دیناناتھ میشن مال روڈ، 1431ھ، 2010ء، 3:25

19۔ القرآن، 11:78

20۔ آلوسی، شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی (م 1270) روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، دارالکتب العلمیہ، طبعۃ الاولی 1415ھ، 207:15

21۔ الترمزی، محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن الضحاک (م: 279ھ) سنن الترمزی، بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998ء، 506:2، حدیث نمبر 1209

22۔ ابن کثیر، عمالدالدین ابو الفدا اسماعیل (774ھ) تاریخ ابن کثیر، اردو ترجمہ البدایہ والنھایہ۔ مترجم محمد اصغر مغل، ابو طلحہ مولانا، کراچی، دارالاشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، 2008ء، ص 483:4

23۔ القرآن، 34:9

24۔ شبلی نعمانیؒ، علامہ، ندوی، سلیمان، علامہ سید، سیرت النبی ﷺ، لاہور، ادارہ اسلامیات، دیناناتھ، مینشن، مال روڈ، 1423ھ، 2002ء، 158:4

25۔ السرخسی، محمد بن احمد ابی سھل، شمس الآئمۃ (م 483ھ) المبسوط، بیروت، دارالمعرفۃ، 1414ھ، 1993ء، 2:23

26۔ مسلم بن الحجاج، ابوالحسن القشیری (م 261) بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1176:3، حدیث نمبر 1536

27۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراھیم بن حبیب بن سعد بن حبۃ الانصاری (م 182ھ) کتاب الخراج، المکتبۃ الازھریۃ للتراث، 73:1

28۔ القرآن، 25:57

29۔ قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری (م 671ھ) تفسیر قرطبی، قاہرہ، دارالکتب المصریہ، 1384ھ، 1964ء، 261:17

30۔ القرآن، 80:21

31۔ السیوطی، عبدالرحمان بن ابی بکر جلال الدین (م 591ھ) جمالین فی شرح جلالین، شارح، محمد جمال، مولانا بلند شہری، کراچی، زمزم پبلشر نذد مقدس مسجد، اردو بازار، 2010ء، 190:5

32۔ محمد شفیع، مولانا مفتی، جواہر الفقہ، کراچی 14، مکتبہ دارالعلوم، 2010ء، 120:6

OPEN ACCESS

[33]۔اکبر شاہ، مولانا نجیب آبادی، تاریخ اسلام، لاہور، گنج شکر پرنٹر، 2009ء، 2:28

[34]۔اکبر شاہ، مولانا نجیب آبادی، تاریخ اسلام، 2:576

[35]۔ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی (م 273ھ) سنن ابن ماجہ، داراحیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسی البابی الحلبی، 2:740، حدیث نمبر 2198

CC BY